قدیم وغیر مطبوعہ تذکرہ صوفیہ کا اوّلین اردو ترجمہ

مرآۃ الاسرار

زمانۂ تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ

مؤلفہ

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ

۱۰۰۵ھ ——— ۱۰۹۴ھ

قدیم و غیر مطبوعہ تذکرۂ صوفیہ کا اوّلین اُردو ترجمہ

مرآۃ الاسرار

زمانۂ تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ

مؤلفہ

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرّہٗ

۱۰۰۵ھ ——— ۱۰۹۴ھ

تحقیق و ترجمہ

مولانا الحاج

کپتان واحد بخش سیال

چشتی صابری
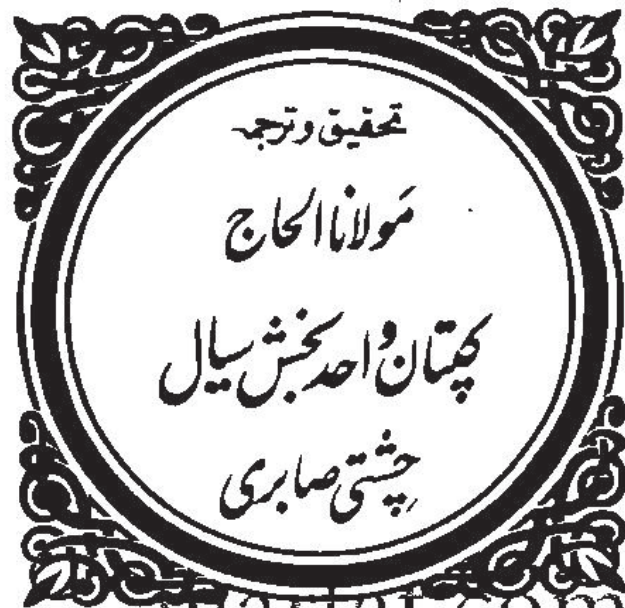
نام کتاب	....	مرآۃ الاسرار
مترجم	....	مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی
	....	اللہ آباد ضلع رحیم یار خان۔ فون نمبر ۸۷
اشاعت	....	محرم الحرام ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء
تعداد	....	پانچ صد (۵۰۰)
طباعت	....	حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور
ناشر	....	ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

Rs 300

حسب ارشاد

حضرت شاہ شہید اللہ فریدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ)

سعی و اہتمام

حضرت شاہ سراج علی مدظلہ

عرضِ ناشر

کتاب مرآۃ الاسرار کے مؤلف حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری عباسی العلوی ہیں۔ آپ کا تعلق سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ سے ہے۔ آپ حضرت شیخ حمید قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز تھے، جن کا سلسلہ طریقت سات واسطوں سے حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰنؒ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الآخر ۱۰۰۵ھ رسول پور عرف دھتی (لکھنؤ) میں ہوئی اور وصال ۱۰۹۴ھ میں ہوا۔

کتاب مرآۃ الاسرار کی تالیف آپ نے حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ کے باطنی اشارہ پر ۱۰۴۵ھ میں شروع کی اور یہ عظیم کام مورخہ ۲۷ شوال ۱۰۶۵ھ میں تقریباً بیس سال کے عرصہ میں اختتام پذیر ہوا۔ اس کتاب کی تالیف میں آپ نے تقریباً ۲۷ کتابوں سے استفادہ فرمایا جو قبل ازیں اولیائے کرام تصنیف فرما چکے تھے۔

یہ کتاب اسلامی تاریخ کے پہلے ایک ہزار سال کی مکمل تاریخ تصوف ہے۔ جس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر مصنف کے وقت تک تمام سلاسل طریقت، مشائخ عظام اور ان کے بیان کردہ حقائق کی پوری تصویر نہایت ہی عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں پیش کی گئی ہے۔

طبقہ : ۲۱

در بیان مجلے از احوال شیخ شمس الدین ترک پانی پتی و ذکر شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم

اخبار اخیار لکھتے ہیں کہ آپ کا اصلی نام شیر خان ہے۔ آپ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے رشتہ دار تھے۔ آپ نے کافی عرصہ اہل دوست کی حیثیت سے زندگی بسر کی، آخر حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کے دل میں جذبۂ حق پیدا ہوا جس سے تمام دنیاوی خواہشات سے آپ کا دل سرد ہوگیا اور سب کچھ چھوڑ کر شیخ رکن الدین بن شہاب الدین امام کے مرید ہو گئے۔ جنکا ذکر خلفائے سلطان المشائخ میں ہو چکا ہے۔ شیخ کے فیض تربیت سے آپ تھوڑے عرصے میں مرتبۂ کمال پر پہنچ گئے اور مشائخ کے تمام اوصاف سے مزین و ممتاز ہو گئے۔ آپ پر اکثر استغراق کا غلبہ رہتا تھا اور مستانہ کلام کرتے تھے۔ سلسلۂ چشتیہ میں آپ کی طرح کسی بزرگ نے اس قدر اسرارِ حقیقت فاش نہیں کئے اور نہ مست رہے ہیں۔ آپ کے آنسو اسقدر گرم ہوتے تھے کہ جس کے ہاتھ پر گرتے تھے۔ جلا دیتے تھے۔ آپ نے علم توحید و تصوف میں بہت کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی ایک کتاب تمہید ہے۔ جو حضرت عین القضاۃ ہمدانیؒ کی تمہیدات کے مطابق ہے یہ کتاب حقائق و معارف سے لبریز ہے آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جو آپ نے حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ کی اجازت سے لکھا۔ اس میں ہر قسم کا لطیف کلام موجود ہے۔ آپ کی ایک اور کتاب ہے۔ جکا نام مراۃ العارفین ہے اس کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:۔

"بداں کہ لسانِ وقت ناطق است و عین غیب، شاید ما غائباں حاضریم و حاضران غائب ازاں روے کہ ما مائم پیدا نہ ایم۔ وازاں روے کہ ما ما نہ ایم ہویدا ایم۔ اگر کشفِ رموزِ غیب جوئی ما را مگوئی۔ ایں حروف است کہ ظروف استتار است۔

(اصل کتاب میں یہ لفظ استار ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے استتار ہے) و الفاظے است کہ تکاتش اسرار ست۔ وبیاضے است کہ در چشم دل سودا ریزد و دوائیست کہ در دماغ جان سودا انگیزد۔ نور لیست دیدہ افروز ناریست پردہ سوز۔ ما شجرۂ اخضر طوریم کہ نار نما بہ آں نوریم کہ نورش بر ما تافتہ وظلمت از ما شافتہ و ما را بے ما یافتہ۔ او بہ ما از ما میگوید و شما را بے شما مے جوید۔ حجاب ایست۔

چشم باز کن وخود را محرم راز کن اینجا صورتیست در آئینہ کشف متجلی و عروسے است بحلیہ ستر متجلیٰ۔ ایں جلوہ مراۃ العارفین است۔ بشناس گرت چشم یقین است۔

جاننا چاہیئے کہ زمانے کی زبان بول رہی اور عین یعنی بولنے والا خود غیب ہے شاید ہم غائبین حاضر ہیں اور حاضرین غائب ہیں۔ اسوجہ سے کہ ہم ہیں لیکن ظاہر نہیں ہیں اور اسوجہ سے کہ ہم نہیں ہیں، لیکن ظاہر ہیں۔ اگر تم حقیقت کے رموز کے طلبگار ہو تو مجھ سے نہ کہو، یہ حروف جو ہیں۔ استتار یعنی عالمِ غیب کے ظروف یعنی ذریعہ اظہار ہیں اور یہ جو الفاظ ہیں۔ ان کے نکات اسرار کے آئینہ دار ہیں، یہ ایک ایسی بیاض ہے کہ دل کی آنکھ میں سودا پیدا کرتی ہے۔ یہ وہ دوا ہے۔ جو دماغِ جان میں سودا پیدا کرتی ہے۔ یہ وہ نور ہے۔ جو آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ یہ وہ نار (آگ) ہے۔ جو پردہ جلاتی ہے۔ ہم کوہِ طور کے سرسبز درخت ہیں۔ جو نار نما نور ہیں، یعنی بظاہر آگ دکھلائے دیتے ہیں لیکن دراصل اس نورِ مطلق کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ (یہاں اس درخت کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی اور جب آگ لینے کے لئے قریب پہنچے اور درخت سے آواز آئی "اِنِّی اَنَا اللّٰہ" یعنی ہم اللہ ہیں) یہ وہ نور ہے۔ جو ہم پر چمکا ہے اور اس سے ہماری ساری ظلمت دور ہو گئی ہے اور ہم کو ہمارے بغیر پا لیا ہے۔ یعنی ہماری خودی ختم ہو گئی ہے اور ہماری روحانیت باقی رہ گئی ہے یا خود ذاتِ حق باقی ہے۔

لہٰذا اب وہ جو بات ہم سے کرتا ہے۔ ہمارے ذریعہ کرتا ہے۔ (یعنی خود متکلم ہے اور خود مخاطب) اور تم کو بغیر تمہارے تلاش کرتا ہے۔ (یعنی تیرے جسم کو نہیں بلکہ تیری حقیقت کو تلاش کرتا ہے) اور یہی ایک بڑا حجاب ہے۔ پس آنکھیں کھولو اور اپنے آپ کو محرمِ راز بناؤ۔ اس جگہ (محبوب کی) صورت ہے۔ جو کشف کے ذریعہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ یہ ایک عروس (دلہن) ہے جو حلیہ (زیور) ستر (حجاب) کے ساتھ متجلیٰ ہے۔ (یعنی جس نے حجاب کا زیور پہن رکھا ہے) یہ جلوہ مراۃ العارفین ہے۔ اگر

تجھے چشمِ یقین حاصل ہے تو اِسے پہچان۔

اُس کتاب میں آپ کا ایک شعر درج ہے۔ جو یہ ہے۔ ؎

۱۔ ما نسخۂ محمد مرسل افتادہ ایم

زیرا کہ ہر ولی است باین نسخۂ بنی

ترجمہ: ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسخہ ہیں، کیونکہ ہر ولی اس نسخہ کی بدولت بنی ہے۔ یعنی ہدایت خلق پر مامور ہے۔

۲۔ رفت ز مسعود بک جملہ صفات بشر

چونکہ ہماں ذات بود باز ہماں ذات شد

ترجمہ: مسعود بک تمام بشری صفات کھو بیٹھا ہے چونکہ ابتدا سے وہ ذات تھا۔ اب پھر ذات ہو چکا ہے۔ یعنی ذاتِ حق میں فنا ہو چکا ہے۔

آپ کے دیوان سے ایک غزل نقل کی گئی ہے۔ جو یہ ہے۔ ؎

۱۔ در آمد بتِ مست در دیدہ یکسر
دو عالم شدہ از جمالش منور

۲۔ سرِ زلف راتاب دادہ ز مستی
ازاں تاب تابع کردہ مہ و خور

۳۔ جمالش شراب و رخش گشت ساقی
دہانش صراحی، لب گشت ساغر

۴۔ چناں کردہ بے خود مرا بادۂ او
کہ از دست رفتم نہ پائے ماند و نہ سر

۵۔ دراں بے خودی دلبر از در درآمد
مراجت بگرفت چو غنچہ در بر

۶۔ دو چشم کہ از عشق او باز گشتہ
بعالم ندیدم مگر حسن دلبر

۷۔ بہر رُخ کہ کردم نظر یار دیدم
کہ ہر ذرہ بود است خورشیدِ انور

۸۔ ندا کرد در گوشِ دل ہاتفِ جاں
کہ معشوق و عاشق توئی نیست دیگر

۹۔ چہ گویم دوئی نیست در سرِ وحدت
قلندر خدا داں خدا داں قلندر

۱۰۔ ازاں سر آگاہ نے جز مصفّٰی
دریں نور محجوب نے جز مکدر

۱۱۔ فعولن فعولن فعولن فعولن
نہ مسعود ماندہ نہ دلوار نے در

آپ کے چند اور اشعار جو بطریق مناجات لکھے ہیں۔ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ ؎

۱۲۔ مجرد شو از دین و دنیا قلندر
کہ راہِ حقیقت ازیں ہر دو بر تر

۱۳۔ جہاں چیست دانی بنزدیک مردان
طلسمات ابلیس پر شور و پر شر

۱۴۔ زنے بے وفائے مکارہ گیتی
طلاقش بینداز بگذار و بگذر

۱۵۔ مرا آرزوئے است دیرینہ یارب
بحق نبی زود گرداں میسر

۱۶۔ انا الحق زناں بر سرِ دار رقصم
چو منصور بر نفس گرداں مظفر